السلام علیکم ورحمةاللہ وبرکاتہ

کیا کسی کام کی نسبت یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ کی مرضی سے ہوا ہے۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ ہم نے ملاقات کی ہے یہ اللہ کی مرضی سے ہوا ہے۔ ہم نے فلاں کام کیا ہے، یہ اللہ کی مرضی سے ہوا ہے۔ ؟ کیا خیر اور شر دونوں کاموں کے متعلق کہنا جائز ہے یا صرف شر کے کاموں میں ایسا کہنا ناجائز ہے۔ ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اگرچہ ہر کام اللہ کی مرضی اور مشیئت کے تحت انجام پاتا ہے، لیکن گناہ کر کے تقدیر پر حجت پکڑنا جائز نہیں ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

سَيَقُولُ الَّذِينَ اَشرَكُوا لَوشَاءَ اللّٰہُ مَا اَشرَكنَا وَلاَ آبَاؤُنَا وَلاَحَرَّمنَا مِن شَيءٍ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبلِهِم حَتَّىٰ ذَاقُوا بَاسَنَا۔ (الانعام : ۱۴۸)

"یہ مشرکین (یوں) کہیں گے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے، اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا''۔

گناہ گار کے گناہ پر تقدیر سے حجت پکڑنے کے غلط ہونے پر اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے

رُّسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰہُ عَزِيزاً حَكِيما۔ (النساء : ۱۶۵)

ترجمہ "ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالی پر رہ نہ جائے۔''

تقدیر سے حجت پکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر آپ کے سامنے دو راستے ہوں خیر اور شر 'تو شر کا راستہ اختیار کرنے سے پہلے کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے آپ کے لیے شر کا راستہ مقدر کر رکھا ہے؟ ظاہر ہے نہیں 'اور جب نہیں جانتے تو کیوں نہیں مانتے کہ اللہ نے آپ کے لیے خیر کی راہ مقدر کر رکھی ہے؟ کیونکہ انسان کسی چیز کے وجود میں آنے کے بعد ہی اس کو جا نتا ہے کہ اللہ نے کیا مقدر کر رکھا ہے۔ بعض علماء کے بقول قضاء وقدر راز ہائے سر بستہ ہیں جو وجود میں آنے کے بعد ہی جانے جاتے ہیں۔

ہم آپ سے پوچھیں گے کہ آپ دنیوی امور میں خیر پسند کرتے ہیں یا شر؟ آپ کہیں گے خیر 'تو ہم کہیں گے کہ اخروی امور میں اپنے لیے خیر کو کیوں نہیں اختیار کرتے؟

اسی طرح ہم اس سے کہیں گے کہ آپ اگر شہر جانا چاہتے ہیں جس کے دو راستے ہوں، ایک پر خطر جہاں ڈاکو ہوا کرتے ہیں اور دوسرا پر امن تو آپ کونسا راستہ پسند کریں گے؟ وہ ضرور کہے گا کہ دوسرا 'تو ہم اس سے کہیں گے کہ آپ دنیوی امور میں صرف نجات کی راہ کیوں اختیار کرتے ہیں؟ اور بائیں طرف سے کیوں نہیں جاتے جہاں ڈاکو رہا کرتے ہیں اور راستہ غیر ہموار ہوتا ہے؟ اور کیوں نہیں کہتے کہ ہماری قسمت میں یہی لکھ دیا گیا ہے تو وہ یہ کہے گا کہ میں تو تقدیر نہیں جانتا لیکن بھلائی کو پسند کرتا ہوں 'تو ہم کہیں گے کہ اخروی امور میں بھلائی کو اختیار کیوں نہیں کرتے؟۔

اگر ہم کسی کو پکڑ کر اس کو بری طرح مارنا شروع کر دیں اور وہ چیخنے لگے تو کیا ہم کہیں گے کہ یہ قضائے الٰہی ہے، وہ جتنا چیختا جائے ہم اتنا ہی مارتے جائیں اور کہتے رہیں کہ تیری قسمت میں یہی ہے تو کیا یہ حجت قابل قبول ہوگی؟ ہر گز نہیں، اس کے برخلاف جب اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو کہتا ہے کہ قضاء وقدر کا یہی فیصلہ ہے۔

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک چور لایا گیا جس کا انہوں نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ چور نے عرض کیا : امیر المومنین! ذرا ٹھہر جائیں 'اللہ کی قسم! میں نے قضاء وقدر کے مطابق چوری کی ہے، وہ سچ بول رہا تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایسی حجت قابل قبول نہ ہوئی، آپ نے برجستہ کہا : "ہم قضاء وقدر کے تحت ہی تمہارا ہاتھ کاٹ رہے ہیں"۔ پھر اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔

ھذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد02